اصول فقہ اسلام (سر عبدالرحیم) کا اسلوب ومنہج

ساجدہ سید*

ڈاکٹر سید محمد اسماعیل**

This article explains the methodology adopted by Sir Abdur Rahim in his book, ''The Principles of Muhammadan Jurisprudance''. Sir Abdur Rahim was barrister-at-law and one of his majesty's judges of the high court of judicature at Madras. Although a lot of mistakes were observed in it, yet after publication in 1911A.D. this book came forth as an authoritative work on the Muhammadan legal system. It is a first trend setter book that presented Islamic Jurisprudance on the pattern of Europian principles of jurisprudance. In this way it opens a new chapter in the history of Jurisprudance while expressing the comparison between both Islamic and western legal systems. It is also a comprihensive combination of traditional and latest legal modes. Practice of this methodolgy under the influence of British rule makes Muslim scholars more vigilent in their legal concern, whereby the westerns became able to develop understanding of Islamic Jurisprudance.

سر عبدالرحیم (۱۸۶۷ء تا ۱۹۵۲ء):[۱]

ماہر قانون، سیاستدان، ٹیگور پروفیسر جسٹس سر عبدالرحیم ۱۸۶۷ء میں ڈسٹرکٹ مدنا پور (Midnapur) کے ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدنا پور ہی میں حاصل کی پھر پریذیڈنسی کالج کلکتہ (Presidency College Calcuitta) میں داخلہ لیا جہاں سے انگلش لٹریچر میں پوسٹ گریجویشن (Post Graduation) کرنے کے بعد مڈل ٹیمپل (Middle Temple) لندن سے بار ایٹ لاء (Bar at Law) کی سند حاصل کی اور ۱۸۹۰ء میں باقاعدہ وکالت کا آغاز کیا۔ آپ مسلم لاء اور کریمنل لاء (Criminal Law) میں مہارت کی وجہ سے جلد ہی بہت مقبول ہو گئے۔ اسی دوران آپ کا تقرر بطور ڈپٹی لاء ریممبرینسر (Deputy Law Rememberencer) ہوا پھر بعد میں تین سال (۱۹۰۰ء تا ۱۹۰۳ء) کے لئے پریذیڈینس مجسٹریٹ (Presidencrey Megistrate) کے عہدہ پر فائز رہے۔ جس کے بعد ۱۹۰۶ء میں دوبارہ ہائی کورٹ میں وکالت کو جاری رکھا۔

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج فوارہ چوک، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات۔

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ زمیندار پوسٹ گریجویٹ کالج، گجرات۔

http://www.alqalamjournalpu.com/

جسٹس عبدالرحیم اپنی علمی تحقیق اور قانون شریعت کے متون تک رسائی اور ان میں گہرے مطالعہ کی بنیاد پر مسلم لا، اور اسی طرح کریمنل لاء میں مہارت کی وجہ سے قانونی حلقوں میں بڑی مستند شخصیت تسلیم کئے جاتے تھے۔ اصول قانون پر ان کی کمال مہارت نے انہیں کلکتہ یونیورسٹی میں ٹاگور لاء لیکچر کے پروقار اعزاز تک پہنچا دیا۔ کلکتہ یونیورسٹی میں دیئے گئے ان لیکچروں میں پائی جانے والی گہرائی، جامعیت اور اصل ماخذ سے قریب تر رسائی کی بنیاد پر انہیں علمی و قانونی حلقوں میں بہت زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی اور آپ کی شخصیت امتیازی حیثیت کی حامل بن گئی چنانچہ ۱۹۰۸ء میں آپ کو مدراس ہائی کورٹ کے جج کے عہدہ پر متمکن کر دیا گیا بعد میں جہاں پہلے ۱۹۱۶ء میں پھر ۱۹۱۹ء میں عارضی طور پر چیف جسٹس (Chief Justice) کے عہدہ پر بھی فائز رہے، اسی طرح کئی سالوں تک مدراس یونیورسٹی کے سینٹ اور سینڈیکیٹ کے رکن رہے۔ ۱۹۱۰ء میں مدراس یونیورسٹی کے کانوکیشن کے موقع پر خصوصی خطاب بھی کیا۔ ۱۹۱۹ء میں میسور یونیورسٹی کے کانوکیشن سے بھی خطاب کیا۔ آپ علیگڑھ یونیورسٹی اور مدراس محمڈن ایجوکیشن ایسوسی ایشن کے سرپرست بھی رہے۔ ۱۹۱۹ء میں انہیں سر کا خطاب دیا گیا اور (KESI) خطاب ۱۹۲۵ء میں ملا۔ ۱۹۲۰ء میں اپنے عہدہ سے مستعفی ہو کر بنگال گورنمنٹ میں بطور رکن گورنر ایگزیکٹو کونسل (۱۹۲۰ء تا ۱۹۲۵ء) شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۲۵ء کے بعد سیاسی معاملات میں کچھ زیادہ دلچسپی لینا شروع کر دی۔ بنگال مسلم پارٹی کی صدارت کی جس نے ۱۹۲۶ء کے کونسل انتخابات میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں جس کی بنیاد پر ۱۹۲۷ء میں انہیں منسٹر بنا دیا گیا مگر پارلیمنٹ میں اکثریت کی حمایت نہ حاصل ہونے کی وجہ سے کچھ ہی دنوں میں اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔

۱۹۲۸ء میں مسلم یونائیٹڈ پارٹی (Muslim United Party) کی داغ بیل ڈالی جس کا مقصد سائمن کمیشن میں مجموعی طور پر مسلمانوں کی شمولیت کو یقینی بنانا تھا۔ اسی طرح آپ نے ۱۹۲۹ء میں ''نخیل بنگا پراجا سمتی'' کے نام سے کسان پارٹی کی تشکیل کی جس کے پہلے صدر آپ ہی تھے۔ ۱۹۳۴ء میں جب آپ انڈین لیجسلیٹو اسمبلی (Indian Legislative Assembly) کے صدر تھے آپ کی ریٹائرمنٹ ہوئی۔

اصول فقہ اسلام: The Principles of Muhammadan Jurisprudance

(According to the Henafi, Maliki, Shafi'i and Hanbali's schools)

جسٹس عبدالرحیم کی یہ کتاب بیسویں صدی کے تاریخ علم اصول فقہ میں شامل ہونے والے اس نئے عنصر کی پہلی رجحان ساز کتاب ہے جسمیں اصول فقہ کے مباحث کو انگریزی اصول قانون کے انداز میں مرتب کیا گیا۔ یہ کتاب دراصل ان لیکچرز کا مجموعہ ہے جو جسٹس صاحب نے ۱۹۰۷ء میں بطور ٹیگور پروفیسر کلکتہ

یونیورسٹی میں دیئے تھے۔[۲] جنھیں پہلی مرتبہ ۱۹۱۱ء میں مرتب شکل میں شائع کیا گیا۔ اس کتاب کے اب تک متعدد ایڈیشن مختلف مطابع سے شائع ہو چکے ہیں۔ میرے زیر مطالعہ انڈس پبلشر لاہور کا طبع شدہ ۱۹۶۸ء کا طبع شدہ نسخہ ہے جو کہ باریک لکھائی اور چھوٹے سائز میں اشاریہ سمیت چار سو تینتالیس (۴۴۳) صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے سر عبدالرحیم کی اس علمی کاوش کو بھرپور انداز میں سراہا ہے ان کے بیان کے مطابق:

''زمانہ حال میں اس (علم اصول فقہ) میں اگر کسی نے نئی چیز پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تو وہ ہمارے مرحوم سر عبدالرحیم تھے۔ جو ایک زمانے میں ہندوستان کی اسمبلی کے صدر بھی رہ چکے ہیں بعد میں وہ پاکستان بھی رہے۔ انہوں نے قانونی حیثیت سے پاکستان کی بڑی خدمت کی ہے۔ ایک زمانے میں جب وہ مدارس ہائی کورٹ کے جج تھے تو کلکتہ یونیورسٹی کی دعوت پر غالباً ٹیگور لاء لیکچرز کے سلسلے میں انہوں نے اصول فقہ پر کچھ لیکچر دیے تھے جو محمڈن جیورس پروڈنس (Muhammadan Jurisprudence) کے نام سے کتابی صورت میں چھپ گئے ہیں۔ ان میں انہوں نے ایک تھوڑی سی جدت کی ہے۔ اور وہ یہ کہ پرانی اصول فقہ کی کتابوں کے بیانات کو اور مواد کو بھی بیان کر دیا ہے اور حالیہ زمانے میں یورپ میں فلسفہ قانون وغیرہ کے موضوع پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان سے بھی استفادہ کر کے اسلامی اور یورپی اصول قانون کے موازنے کی کوشش کی ہے۔ اس لحاظ سے سر عبدالرحیم کی محمڈن جیوسپروڈنس اصول فقہ کی ایسی کتاب ہے جو ہمارے پرانے اصول فقہ کی کتابوں میں ایک نیا باب کھولتی ہے۔ اس میں ہمیں ایسی چیزیں بھی ملتی ہیں جن کا ذکر پرانی اصول فقہ کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ مثال کے طور پر پرانی اصول فقہ کی کتابوں میں پہلا سوال یہ ہوگا کہ قانون کے ماخذ کیا ہیں؟ وہ کہیں گے کہ قرآن و حدیث اور اجماع و قیاس۔ ان میں یہ ذکر نہیں ہوگا کہ قوانین کس کس موضوع کے ہوتے ہیں۔ کچھ عبادات ہیں کچھ معاملات ہیں، کچھ قانون تعزیرات و قانون وراثت ہیں۔ لیکن اور بھی چیزیں ہیں جیسے انٹرنیشنل لاء اور کانسٹی ٹیوشنل لاء، وغیرہ ہماری پرانی فقہ کی کتابوں میں ان کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ جسٹس سر عبدالرحیم نے اصول قانون کے یورپی مؤلفین کی طرح ان قوانین کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہ ان کا علمی کارنامہ ہے کہ قدیم و جدید معلومات کو اپنی جامع کتاب میں سمو دیا ہے''[۳]

سر عبدالرحیم اس کتاب کے اہم اور موجب دلچسپی پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Further, I venture to think that the contributions made by the Muhammadan Jurists to legal thought will have a special interest to those who are interested in the sciences of jurisprudence,

having regard not only to the age in which those jurists lived, but the nature and the difficulties of the task which they set before themleves, namely, to construct the science of a system which is not only entirely self-contained, but in which law is a integral part of religion, so that of man's rights and duties both spiritual and social. I may also be allowed to hope that the book will be of some assistance to those who, thought not directly interested in the study of law or its sciences, which to understand the true basis and character of the principles which inspire and guide the lives and conduct of the Muhammadans, that is the followers of the four schools of law. Specified in the title, who form the great bulk of the Muhammadan population of the world[۴]"

مزید برآں میرا یہ خیال ہے کہ مسلمان فقہاء نے قانونیات میں جو حصہ لیا۔اس سے واقفیت ماہران فن اصول کے لیے بطور خاص موجب دلچسپی ہوگی۔ نہ صرف اس زمانہ کے لحاظ سے جن میں ان لوگوں کا نشونما ہوا بلکہ اس کام کی نوعیت اور مشکلات کے لحاظ سے جو انہوں نے اپنے ذمہ لیا تھا یعنی ایک ایسے اصولی فن کا پیدا اور قائم کردینا جو کہ نا صرف خود بلا مدد غیرے کافی ووافی ہے بلکہ اس سے قانون مذہب کا ایک جزو لاینفک ہوگیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اصول فقہ ایک ایسا فن ہے جو فی الحقیقت انسان کے مذہبی اور معاشرتی دونوں طرح کے حقوق وفرائض سے بحث کرتا ہے۔ میں یہ بھی امید کرسکتا ہوں۔ کہ میری اس کتاب سے ان لوگوں کو بھی ایک حد تک مدد ملے گی جن کو براہ راست قانون یا اس کے فن سے کوئی دلچسپی نہیں ہے مگر وہ ان اصول کی صحیح بنا اور نوعیت دریافت کرنا چاہتے ہیں جو مسلمانوں کی زندگی اور طرزعمل کے محرک اور ہادی ہیں۔ بلکہ زیادہ صحت کے ساتھ کہا جائے تو بجائے اہل اسلام کے اہل سنت والجماعت کہنا مناسب ہوگا یعنی وہ لوگ جو مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کے متبع ہیں جس کی صراحت عنوان کتاب میں موجود ہے اور جو اسلامی دنیا میں بلحاظ مردم شماری کے سب سے زیادہ ہیں۔[۵]

مباحث وماخذ:

یہ کتاب عصر حاضر میں علم اصول فقہ پر پہلی رجحان ساز کتاب ہے اس لئے اس کے مباحث کو تفصیلاً جاننا مفید ہوگا۔ جسٹس عبدالرحیم کی یہ کتاب دیباچہ اور بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب میں ذیلی مباحث کی تقسیم دفعات (Sections) کی صورت میں کی ہے۔ دیباچہ میں مختصراً کتاب کا تعارف، افادہ کردہ کتب اور

اسلوب کتاب کا تذکرہ ہے۔ اس کتاب کا پہلا باب "اسلامی نظام قانون کے نشوونما کی تاریخ" سے متعلق مباحث پر مبنی ہے جو کہ تین دفعات پر مشتمل ہے۔ پہلی دفعہ زمانہ جاہلیت میں عربوں کی رسوم ورواج میں عربوں کی تمدنی ترکیب، قبائلی سرداروں کے فرائض، جرم وسزا، نکاح، طلاق اور دختر کشی وغیرہ جیسے مسائل، رسوم اور رواجات کا بیان ہے۔ دوسری دفعہ "اشاعت اسلام کے بعد کے قوانین اور اصول فقہ" سے متعلق مباحث پر مبنی ہے جس میں بطور اولین ماخذ مؤلف نے اصلاحی قوانین اور فقہ کی تاریخ کو باترتیب درجہ ذیل چار ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، آغاز خلافت اور تابعین کا زمانہ، دوسری صدی ہجری کی ابتداء سے تیسری صدی کے اختتام تک کا زمانہ۔ تیسری صدی کے آغاز سے تقریباً اب تک کا زمانہ۔ ان ادور کے تحت موضوعاتی تفاصیل کو بیان کیا ہے۔ ان میں سے پہلے دور میں قرآن اور حدیث کی تعریف ہے اور ان کا حکم بیان کیا ہے۔

دوسرے دور میں خلیفہ کے انتخاب، قرآن کا جمع کرنا، احادیث کی جمع وتدوین، محدث وفقیہ یعنی مدینہ وکوفہ کا فرق، خلفائے راشدین کا انتظام عدالت، بنو امیہ کی خلافت میں فقہ کی تعلیم، بطور فن فقہ کی تعلیم کا آغاز، اس فن میں خلفاء بنی عباس کی سرپرستی اور آیا فقہ اسلام پر قانون روما کا کوئی اثر پڑا؟ جیسے اہم امور پر مختصراً روشنی ڈالی ہے۔ قانون روما کے اثر کے حوالے سے مؤلف واضح موقف کے حامی نہیں ہیں اور بہت سے ابہامات کا شکار ہیں جبکہ یہ بات تحقیقی طور پر ثابت ہے کہ مستشرقین کا یہ الزام کہ فقہ اسلامی قانون روما سے متاثر ہے میں کوئی صداقت نہیں ہے۔[۹]

تیسرا دور اہل سنت والجماعت کے چاروں فقہی مذاہب کے قیام سے متعلق ہے جس میں ائمہ اربعہ اور ان کے فقہی رجحانات کا تذکرہ ہے جس کے تحت قیاس، اجماع، عرف، تعامل اہل مدینہ وغیرہ اصولوں کا ائمہ کے اختلاف اور طرز استدلال اور رجحانات کے مطابق تذکرہ ہے۔ پھر حدیث کے فقہ پر اثر اور قرآن کی تعلیم اور فن تفسیر کو بیان کرتے ہوئے جدید فن قانون کے فلسفہ اور اسلامی اصولوں کے مابین قدرے موازنہ کیا ہے۔ چوتھے دور کے حالات ورجحانات کا مختصراً تذکرہ کرتے ہوئے اس سے متعلق وضاحتی مباحث کو تقلید و اجتہاد کی بحث پر مبنی قرار دیتے ہوئے مؤخر کیا ہے۔ اس دور کے بیان کے بعد علم اصول فقہ کی کتب کے مؤلفین کا مختصراً تعارف کیا ہے جس سے اس کے تدریسی پس منظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ مؤلف اصول پر حنابلہ کی کتب کی عدم دستیابی پر مشتبہ ہیں کہ آیا حنبلی علماء کی جانب سے کوئی کتاب اس علم پر تصنیف بھی ہوئی یا نہیں؟ حالانکہ یہ بات اصول فقہ کے طلباء سے پوشیدہ نہیں ہے کہ حنابلہ کی طرف سے طریقۃ الفقہاء اور طریقۃ المتکلمین دونوں طرح کی کتابیں مختلف ادوار میں تالیف ہوتی رہی ہیں ابن قدامہ حنبلیؒ، ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ وغیرہ کی تالیفات اس

کامنہ بولتا ثبوت ہیں۔

اس باب کی تیسری دفعہ برٹش انڈیا میں اسلامی قانون کے انگریزی عدالتوں کے ذریعے نفاذ سے متعلق ہے جس میں شرع اسلام پر پیچیدہ غیر یقینی اور مصنوعی ہونے کا الزام، کتب فقہ کے ترجموں کی وقت، وہ اصول جن کے مطابق فقہی قواعد کام میں لائے جاتے ہیں، خانگی معاملات شرح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا نفاذ اور قانون متعلقہ انتقال جائیداد جیسے اہم موضوعات پر کلام کیا ہے۔ پہلے باب کے افادہ وافادیت سے متعلق جسٹس عبدالرحیم لکھتے ہیں:

> "The first chapter is intended to be introductory; and its usefulness will, I trust, be apparent, especially with refferences to the topics, discussed in chapters XI to XII. I ought to mention that, in waiting the earlier position of the first chapter, I derived valublabe suggestions from MS. Macdonald's excellent treatise on Muhammadan theology"۷

> پہلا باب بطور تمہید کے ہے اور اس کا فائدہ خصوصاً ان مضامین کے متعلق ہے کہ جن سے گیارہویں اور بارہویں ابواب میں بحث کی گئی ہے میں بین طور سے محسوس کیا جائے گا اور یہ بتانا اہم ہے کہ پہلے باب کے ابتدائی حصہ کو لکھنے میں مجھے مسٹر میکڈانلڈ کی قابل قدر کتاب ''مسلمانوں کی دینیات'' سے قیمتی اعانت ملی ہے۔۸

اس کتاب کا دوسرا باب اصول فقہ، فقہ اور احکام قوانین کی تقسیم سے متعلق ہے۔ اسی میں شریعت کے ماخذ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس کے علاوہ شریعت کے مقاصد، موضوع اور غرض وغایت پر بھی خاطر خواہ روشنی ڈالی ہے۔ تیسرا باب شریعت کے ماخذ یعنی ادلہ شرعیہ کی مستقل حیثیت کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس باب کے تین حصے ہیں پہلے حصہ میں قرآن اور حدیث دونوں ماخذوں کی بحث ہے جو کہ دو دفعات پر مشتمل ہے جس کی پہلی دفعہ تمہیدی ہے جس میں قبل از اسلام الہامی احکام، قرآن بحیثیت ماخذ احکام قرآن اور حدیث کا فرق، حدیث کی صحت دریافت کرنے کے قاعدے جن میں راویوں کا زمانہ احادیث کی تقسیم بالترتیب متواتر مشہور اور احاد، راویوں کی شرائط، مرسل وغیر مرسل احادیث، حدیث کے متعلق اعتراضات پھر طریقہ روایت یعنی لفظی روایت وغیرہ لفظی روایت اور حدیث بلحاظ مضامین جیسی اصولی مباحث پر مشتمل ہے۔ دوسری دفعہ نصوص کی تعبیر کے قواعد پر مبنی ہے۔ اس کے آخر میں مختصراً افعال کے حسن وقبح سے متعلق بحث کو بھی شامل کیا ہے۔ اس باب کا دوسرا حصہ اجماع اور رسوم ورواج کی دو دفعات کے تحت ذیلی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ تیسرا

حصہ استنباط فقہی کے عنوان سے پانچ ذیلی دفعات پر ہے جو کہ بالترتیب قیاس استحسان، مصالح مرسلہ و استصلاح، استدلال اور اجتہاد وتقلید کے طریقوں کی وضاحت پر مبنی ہے۔

چوتھا باب افعال، حقوق اور فرائض سے متعلق اصولی مباحث کا ہے جس میں ''افعال'' کی تقسیم حسی، شرعی، ظاہری اور قلبی میں کی ہے اسی طرح ایک اور تقسیم ارادی اور غیر ارادی افعال کی بیان کی ہے افعال سے متعلق مزید تقاسیم میں مثبت ومزیل حق افعال، افعال جو منسخ ہو سکتے ہیں اور جو نہیں ہو سکتے اور افعال کی تقسیم بلحاظ دینی و دنیاوی مقاصد کو بیان کیا ہے۔ ''حقوق کی بنیادی تقسیم حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ان کی ذیلی اقسام کے ساتھ بیان کرنے کے بعد نفس الوجوب اور وجوب الادا میں فرق وجوب کی ادا یا قضا حقوق اور وجوب کا پیدا، منتقل اور زائل ہونا اور علت کی اقسام جس کے بعد سبب شرط اور علامت سے متعلق امور کی وضاحت کی ہے۔

پانچواں باب ذمہ یا شرعی اہلیت کا ہے جس کے مختلف پہلوؤں پر مؤلف نے کافی تفصیل سے بحث کی ہے۔ دوسرے باب سے لے کر پانچویں باب تک بیان کی جانے والی مباحث مؤلف کے بیان کے مطابق فن قانون کی تشریح ہے۔ جس کے اکثر حصے کو انہوں نے صدر الشریعہ کی کتاب ''التوضیح'' ہی کے ترجمہ سے مرتب کیا ہے۔ سر عبدالرحیم لکھتے ہے:۔

> "Chapter II to V contain an exposition of "Al usul" or the sciences of law, as developed by the Muhammadan Jusists between the eight and the foruteenth centureis of the charitian Era. Much of this part of the book is practically a translation of Sadru Sh-Shariat's "Taudih" Which was written some time in the fourteenth centrury and is recognised as a standard work on the subject." 9

> دوسرے باب سے پانچویں باب تک حصہ علم اصول فقہ کے توضیحی بیان پر مشتمل ہے جسے فقہاء نے آٹھویں اور چودھویں صدی عیسویں کے درمیان مرتب کیا تھا۔ میری کتاب کے اس حصہ کا بڑا جزو در حقیقت صدر الشریعہ کی کتاب ''توضیح'' کا ترجمہ ہے جو تقریباً چودھویں صدی عیسویں میں تصنیف ہوئی اور اس علم کی ایک مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔ 10

''توضیح'' کے علاوہ مؤلف نے ان ابواب کی تیاری میں جن کتب سے استفادہ کیا ہے ان میں تلویح ،اصول بزدوی ، کشف الاسرار مع شرح ،مسلم الثبوت اور بحر العلوم وغیرہ ابن

ہمدانی کی "التقریر و التعبیر" اور ملا جیون کی "نور الانوار"، تاج الدین سبکی کی جمع الجوامع اس کی شرح المحلی اور حاشیہ موسومہ آیات بینات اور ابن حاجب کی المختصر اور اس پر قاضی عضد کی شرح وغیرہ شامل ہیں۔ مؤلف کے بیان کے مطابق بقیہ سات ابواب میں جن مباحث کو بیان کیا گیا ہے مذکورہ بالا کتب میں ان سے متعلق کچھ مدد نہیں ملی کہ ان کے مصنفین نے اپنی تحقیقات کے دائرے کو ان مضامین کی حدود سے آگے بڑھانا پسند نہیں کیا کہ جن سے دوسرے سے پانچویں تک ابواب میں بحث کی گئی ہے۔

چھٹے باب کا موضوع "ملکیت" ہے جس میں ملکیت کے ابتدائی مراتب، اقسام مال کا تصور، وہ اشیاء جو جائیداد میں منتقل نہیں ہوسکتیں جیسے روشنی ہوا، آگ، گھاس، پانی، عام چراگاہیں، جنگل، عام شاہراہیں اور وقف وغیرہ، منقولہ وغیر منقولہ جائیداد، مثلی اور غیر مثلی اشیاء، جائیداد عین ودین، جائیداد کا استعمال اور اس سے استفادہ، انفرادی یا مشترکہ قبضہ، حقوق مشمولہ جائیداد یا حقوق آسائش، حق شفعہ، قبضہ سے متعلق تفصیلات، اور منافع کی ملکیت وغیرہ مباحث شامل ہیں۔

ساتواں باب حصول ملکیت کے موضوع پر ہے جس میں دو دفعات حصول بذریعہ احراز و امتداد زمانہ اور بذریعہ معاہدہ کے بارے میں تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ معاہدہ کی اقسام میں مؤلف نے حوالہ، بیع اور اسکی اقسام۔ (سلم، استثناء، صرف) وشرائط کے ساتھ ربوا، فسخ بیع کو بیان کرنے کے بعد ہبہ، وقف، وصیت اجارہ، مزدوری یا کرایہ، خدمات کے معاہدے، امانت وودیعت، عاریت، رہن، کفالت، وکالت اور شراکت وغیرہ کے احکام بیان کئے ہیں۔

آٹھواں باب خاندانی قانون سے متعلق احکام جیسے نکاح، طلاق، مہر، ایلاء، وظہار، فسخ نکاح (خلع)، افتراق، عدت، نسب، نفقہ اولاد و مفلس اقرباء، ولایت، وراثت اور ورثاء کی اقسام جیسے عصبات، ذوی الارحام، ذوی الفروض اور حجاب سے متعلق احکام بیان کئے ہیں۔ نواں باب جنایات وجرائم کی دو دفعات پر مشتمل ہے۔ دسواں باب ضابطہ اور شہادت کے موضوع پر ہے۔ جس میں عدالت کا انتخاب، دعویٰ کی تعریف، مدعی اور مدعا علیہ سے متعلق تفاصیل، ضمنی احکام جیسے ثالثی میعاد وغیرہ پھر شہادت اور اس سے متعلق تشریحی اصول اور اقسام شرائط متعلقہ اہلیت گواہ، بیّنہ کی ترجیح، قرائن کے متعلق شہادت، دستاویزی شہادت، اقرار اور شہادت سے رجوع وغیرہ مباحث شامل ہیں۔

گیارہواں باب ملکی اور انتظامی قوانین پر مشتمل ہے۔ اس میں ملکی قانون حکومت کا تصور عہدہ امامت کی جملہ تفصیلات کے بعد انتظامی قانون میں سے درجہ ذیل امور سے متعلق قوانین شامل ہیں۔ امام

جائیداد کا محافظ ہے، تاریخی اختیارات زکوٰۃ، جزیہ، عشر، خراج وغیرہ کا انتظام، انصرام عدالت میں قاضی یا نظمائے عدالت کا تقرر، قاضی عورت، قاضی کے اختیارات، حدود اراضی اور قاضیوں کے نیم عدالتی فرائض وغیرہ۔

بارہواں باب اہل اسلام اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات سے متعلق احکام پر مشتمل ہے۔ جس میں اعلان جنگ، حربی سلطنت کی رعایا اور سپاہیوں کی جان اور ان کا مال، ایک اسلامی سلطنت کی مسلم رعایا کے فرائض بحالت جہاد، معاہدے اور صلح نامے، دارالاسلام اور دارالحرب ہندوستان دارالاسلام ہے اور مسلمانوں کے فرائض جو غیر اسلامی ممالک میں رہتے ہیں وغیرہ امور سے متعلق قوانین واحکام شامل ہیں۔

مؤلف نے چھٹے سے بارہویں باب تک کی مباحث کا تذکرہ دیباچہ میں ان الفاظ کے ساتھ ہے:

> "In Chapter VI to XII I have endeavoured to explain the fundemental theories and legal ideas on which the different department of the Muhammadan system are based and to set forth the important principles which impart to the Muhammadan legal code, under its several heads, its peculiar features, there theories and principles are to found interspread in such authoritative words on Muhammadan Law as the "Hedaya" the "Sharhul-vigaya" and othrs and also in the various treaties on usual, already mentioned"[1]

> چھٹے سے لے کر بارہویں باب تک میں نے ان اصولی مسائل اور قانونی تصورات کی تشریح کرنے کی کوشش کی ہے کہ جن پر فقہ اسلام کے مختلف ابواب مبنی ہیں اور ان اہم اصولوں کو بیان کیا ہے جو فقہ اسلام کے مختلف ابواب کے احکام میں خصوصیت اور امتیاز پیدا کرنے والے ہیں۔ یہ اصول ومسائل فقہ اسلامی کی مستند کتابوں مثلاً ''ہدایہ'' ''شرح وقایہ'' وغیرہ اور فن اصول کی متذکرہ بالا کتابوں میں متفرق طور سے پائے جاتے ہیں۔

مؤلف نے اس طرح سے مباحث کو تقسیم کیا ہے، جس کے نتیجے میں فقہ اور اصول فقہ کے مابین خط فاصل جو کہ اصول فقہ اور فقہ کی کتابوں کے مابین علماء اصول ملحوظ رکھتے ہیں کو مدغم کر دیا ہے اور اس طرح ان دونوں علوم کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اسلوب ومنہج:

سر عبدالرحیم کی کتاب میں انگریزی اصول قانون کے نہج پر اصول فقہ کی مباحث کو مرتب کیا گیا ہے

جس کا بخوبی اندازہ بیان کردہ مباحث پر نظر کرنے سے ہو جاتا ہے۔ مؤلف نے انگریزی اصول قانون اور فلسفۂ قانون کو جس انداز میں بیان کیا جاتا ہے اور قانونی مباحث میں جن ماخذ اور بنیادی سوالات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے ان کے پیش نظر اسلامی، مصادر و ماخذ کی رعایت کرتے ہوئے اصول فقہ کی مباحث کو مغربی فلسفہ کی تفہیم سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس کا مقصد جدید مغربی تعلیم یافتہ طبقہ کی اسلامی اصول قانون سے متعلق تفہیم میں آسانی پیدا کرنا ہے۔ اس رجحان ساز کتاب کے اسلوب پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

> ''بیسویں صدی کے آغاز میں جسٹس سر عبدالرحیم کی فاضلانہ کتاب (Principles of Muhammadan Jurisprudence) میں انگریزی قانون کی کتابوں کے اسلوب کی پیروی کی گئی تھی اور یہ کوشش کی گئی تھی کہ مغربی قانون دانوں کو ان کی زبان، ان کے محاورہ، ان کے اسلوب استدلال اور ترتیب مباحث کے مطابق اسلامی اصول فقہ کے مباحث سے روشناس کرایا جائے۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے اصول فقہ کی عام کتابوں کی ترتیب سے ہٹ کر حقوق، افعال اور اعتراضات یعنی ذمہ داریوں (Obligations) اہلیت، ملکیت اور ضمان جیسے عنوانات کا اضافہ کیا۔ سر عبدالرحیم کی اس روایت کو بعد میں بہت سے اہل علم نے اپنایا اور نئے مباحث فقہ، تاریخ، کلام اور دوسرے علوم سے اخذ کر کے اصول فقہ کی کتابوں میں شامل کیے۔''[۱۴]

اس اسلوب کے اپنانے کی سب سے بڑی وجہ برصغیر میں مسلمانوں پر انگریزی قانون کی فرمانروائی اور انگریزی اسلوب کی حکمرانی تھی جس کے اثر سے مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا وجود میں آگیا جو جدید مغربی طرز پر تعلیم و تعلم میں مشغول ہوا پھر انگریزی اور فرانسیسی قوانین کے مطالعہ میں سرگرداں ہوا۔ ان مسلمانوں کے مغربی قوانین کے ساتھ اس اختلاط نے اس رجحان کو جنم دیا کہ مغربی قانون دان طبقہ میں اسلامی اصول و قوانین کی مباحث کو ان کے محاورہ اور اسلوب میں پیش کیا جائے۔ تاکہ اصول فقہ سے متعلق مؤلف کو قانونی حلقہ میں واضح کیا جا سکے اور اسکی ضرورت خاص طور پر اس لئے پیش آئی کہ انگریزی حکومت نے مسلمانوں کے فیصلے اسلامی عدالتوں کے تحت کرنے کی طرف پیش قدمی کی تھی اور اسلامی عدالتیں قائم کیں تھیں۔ لہذا اس سلسلہ کی ابتداء جسٹس عبدالرحیم کی اس کتاب سے ہوئی جس کے بعد بہت سے علماء نے خصوصاً عرب علماء نے اس رجحان کو اپنایا جن میں معروف دوالیبی، مصطفیٰ زرقا، عبدالرزاق سنہوری، صبحی محمصانی، محمد حسن الخطیب وغیرہ

کی تصنیفات اس ضمن میں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

کتاب کی تفہیم آسان نہیں ہے جو کہ عمومی طور پر اصولی مباحث پر مشتمل کتابوں میں موجود خشک بحثوں کا خاصہ ہے البتہ مؤلف نے غیر ضروری طوالت سے پرہیز کیا ہے۔قانون دان حلقہ میں مروج قانونی اصطلاحات کو استعمال کرتے ہوئے فقہاء کی آراء کو حتی الامکان صحت کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔دوسرے سے چوتھے باب میں جیسا کہ مؤلف نے کہا مباحث صدر الشریعہ کی کتاب ''توضیح'' ہی کا ترجمہ وتفہیم ہے تو یہ کتاب اسلوب ومنہج کے اعتبار سے جمع بین الطریقتین ہے لہٰذا محمدن جیورس پروڈنس بھی اصولیین کے منہج جمع بین الطریقتین ہی کی عکاسی کرتی ہے۔اسی طرح باقی کتب جن کا اس کتاب کے دیباچہ میں حوالہ ہے ان کے اور کتاب کے عنوان کے مطابق اس میں اہل سنت کے چاروں مذاہب سے متعلق مسائل کو جمع کیا گیا ہے البتہ مجموعی طور پر اصول ومسائل میں تتبع احناف ہی کا ہے۔

مباحث میں غلطیاں:

مؤلف نے کتاب کے دیباچہ میں فقہاء اسلام کے خیالات کو انہیں کے الفاظ میں بیان کرنے کی صراحت کی ہے مگر کتاب کے مطالعہ سے بہت سے ایسے امور سامنے آتے ہیں جن میں مؤلف کو تفہیمی طور پر غلطیاں ہوئی ہیں۔اس کتاب کے مترجم مولوی مسعود علی جو کہ عالم دین ہیں اور فقہی مباحث ومسائل میں اچھے علمی ذوق کے ساتھ جدید انگریزی سے بھی بخوبی واقف ہیں۔آپ نے تیس (۳۰) ایسے مقامات کی نشاندہی کی ہے۔جہاں مؤلف اسلامی تصورات وخیالات، اصول اور مسائل سمجھنے میں غلطی کا شکار ہوئے ہیں۔مثال کے طور پر مؤلف اسلامی مجموعہ قوانین کی ابتداء سے متعلق ایک غلط فہمی کا شکار ہو کر درجہ ذیل خیالات کا اعادہ کرتے ہیں:

"The Muhammadan Code, in fact, includes many rules of Pre-Islamic customary law whcih have been embodied in it by express so implied recognition[37]

اسلامی مجموعہ قوانین میں فی الحقیقت بہت سے قواعد زمانہ جاہلیت کے رسم ورواج کے پائے جاتے ہیں جو صریحاً یا کنایتاً تسلیم کر لئے جانے کی وجہ سے اس میں داخل ہو گئے۔

مولوی مسعود علی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ بعض مسیحی مصنفین کے خیالات کا اعادہ ہے گہری نظر سے ظاہر ہوگا کہ بہت سے قواعد نہیں۔البتہ صرف معدودے چند مسائل کا توارد وتطابق موجود ہے۔اس کی وجہ حسب بیان